لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

(اقبالؒ)

Regd No. LW/NP 58

Phone: [illegible]

TAMEER-E-HAYAT

Fortnightly

(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW-226007 (INDIA)

نبیِ رحمتؐ

نوعِ انسانی کے سب سے بڑے محسن، نبیِ رحمت حضور اکرم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ وحیاتِ طیبہ کے تاباں، درخشاں اور جاوداں نقوش۔ جس میں سیرت کو (اپنے ذوق ورجحان اور رائج علمی نظریات کا تابع بنانے اور زندہ حقیقتوں اور منہ سے بولتی ہوئی صداقتوں میں فلسفہ آرائی اور رنگ آمیزی سے کام لینے کے بجائے) اپنی حقیقی اور واقعی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، نئی نسل کے فہم اور نفسیات کی موجودہ سطح اور عصری وعلمی اسلوب کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ قدیم وجدید دونوں قسم کے علمی مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بعثت کے وقت عالمگیر جاہلیت، معاصر ومتمدن حکومتوں اور پڑوسی ریاستوں کا جامع ومعلومات افزا جائزہ۔

جزیرۃ العرب اور بالخصوص مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ کا اہم اور تاریخی پس منظر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس کو سمجھے بغیر اسلام کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا پورا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

—ایک ایسی کتاب جس میں سیرت خود اپنی ترجمانی کرتی ہے—

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(دار العلوم ندوۃ العلماء)

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۱۵ | ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء ــــ ۲۱ ذی قعدہ ۹۸ھ | شمارہ ۲۴

چندہ سالانہ

اندرون ملک: بارہ روپے

بیرون ملک: بحری ڈاک بلا ممالک ڈھائی پونڈ

ہوائی ڈاک

بیرون ملک: بشرق وسطیٰ سعودی عربیہ ایران وغیرہ پاکستان، برما و لنکا سے چار پونڈ

بیرون ملک: ممالک افریقہ سے ساڑھے پانچ پونڈ

بیرون ملک: ممالک یورپ سے ساٹھ پونڈ

(اداریہ)

قربانی ـــ اسلام کی روح

شمس تبریز خاں

عید الاضحیٰ کے دن قریب آرہے ہیں جو ہر سال ملت اسلامیہ کو ایک عظیم شخصیت، توحید کے علمبردار، اور ایک عظیم الشان سلسلۂ انبیاء کے مورث اعلیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم قربانی (ذبح عظیم) اور بے مثال اخلاص و ایثار کی یاد دلاتے اور ان کے اندر ایثار و قربانی، اور للٰہیت و ربانیت کی ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ دراصل قربانی صرف ان چند دنوں (ایام تشریق) میں محدود نہیں بلکہ وہ اسلام کی روح، دین کا مغز اور ایمان کا جوہر ہے جو اسلام کے عقائد و اعمال میں روح کی طرح سرایت کیے ہوئے ہے اور جس کے بغیر مومن کا کوئی عمل مقبول نہیں۔

قربانی کا مطلب اللہ تعالیٰ کے حکم کی بے چون و چرا بجا آوری اور تعمیل ارشاد ہے جو کسی مومن سے وقتی مطالبہ نہیں بلکہ اس کی پوری زندگی کو محیط ہے اور ہر ہر قدم پر اسے وفاداری و اخلاص پر مجبور کرتی ہے۔ اسلام پر اگر غور سے نگاہ ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے اس میں نفس و ہوا پرستی کی قربانی ہے یعنی کلمہ پڑھنے اور ایمان لانے کے بعد بندۂ مومن اس کا قولی و عملی گواہ بن جاتا ہے کہ اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ حاکم اس لیے وہ ذہنی و عملی طور پر اپنے کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اس کا کوئی قدم احکام الٰہی کی خلاف ورزی میں نہ اٹھے، اس احتیاط و التزام میں وہ سب سے پہلے نفس و طبیعت کے بے جا مطالبوں اور تقاضوں کی قربانی دیتا اور اللہ کے لیے ایثار کرتا ہے، ایمان داری کی راہ میں اسے گوناگوں اور نوع بہ نوع قربانیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور ہر جگہ وہ ثابت قدم رہتا اور سنت ابراہیمی کو پیش نظر رکھتا ہے۔

نماز میں بھی قربانی کی روح یعنی اخلاص و للٰہیت اور تعمیل حکم موجود ہے، زکوٰۃ میں مال کے ایثار و قربانی کی علامت موجود ہے، روزے میں نفس و خواہش نفس کی قربانی دی جاتی ہے، حج میں اسوۂ ابراہیمی کی اتباع میں اپنی جان کی قربانی کے بدلے جانور کی قربانی دی جاتی ہے جو اس کا اقرار ہوتی ہے کہ وقت پڑنے پر ہم جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں گے ؎

ترکِ جان و ترکِ مال و ترکِ سر
در طریق عشق اول منزل ست

جہاد اسلام کی افضل ترین عبادت ہے کیوں کہ اس میں بندہ اپنی قیمتی اور آخری متاع جان عزیز بھی داؤں پر لگا دیتا ہے۔

تو دراصل قربانی، اسلام کی روح ہے جس سے اگر کوئی بھی عمل خالی ہے تو وہ عند اللہ مقبول و معتبر نہیں، یہی وہ جذبہ ہے جس کی اللہ کے یہاں قدر ہے اور جس کے بارے میں فرمایا گیا:

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ اسکا خون پہنچتا ہے بلکہ اس کے پاس صرف تمہارے دلوں کا تقویٰ ہی پہنچتا ہے۔

اس لیے قربانی نہ عید الاضحیٰ تک محدود ہے نہ جہاد میں جان کی قربانی تک بلکہ مومن کی ساری زندگی اللہ کے مطالبے کے سلسلے میں ایثار و قربانی کا "میدان عمل" ہے جس میں اسے اپنی خواہشوں، تمناؤں اور ہر طرح کے مفادات کی قربانی دیتے رہنا چاہیے، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تاریخی اور تاریخ ساز قربانی میں اول و آخر یہی روح جاری و ساری ہے۔

فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین ۝ فلما اسلما وتلہ للجبین ۝ ونادینہ ان یا ابراہیم ۝ قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ۝ ان ہذا لہو البلاء المبین ۝ وفدینہ بذبح عظیم ۝ وترکنا علیہ فی الآخرین ۝ سلام علیٰ ابراہیم ۝ کذلک نجزی المحسنین ۝ انہ من عبادنا المؤمنین ۝

(الصٰفٰت ۱۰۲ ـ ۱۱۱)

جب اسمٰعیلؑ ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے کی عمر کو پہنچے تو ابراہیمؑ نے کہا اے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیلؑ نے کہا ابا جان آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر گزریے آپ اللہ نے چاہا تو مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ تو جب دونوں نے اطاعت اختیار کی اور انہیں پیشانی کے بل لٹا دیا اور اسے ہم نے آواز دی کہ ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم اسی طرح نکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور یقیناً ایک بڑی آزمائش تھی اور اسے ہم نے بدلہ دیا ایک عظیم قربانی کے ذریعہ اور بعد والوں میں اس کا نام یادگار چھوڑا۔ اسلام ہو ابراہیم پر ہم اسی طرح نکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا۔

عید الاضحیٰ ہر سال ہمارے سامنے قربانی، فداکاری اور جاں نثاری کا یہی پیغام لیکر آتی ہے کہ ہم اسوۂ ابراہیمی کے آئینے میں اپنے ایمان و عمل کا جائزہ لے کر دیکھیں اور اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ کیا ہمارے اندر عملی طور پر نہیں تو کم از کم ذہنی اور نفسیاتی طور پر یہ جذبہ موجود ہے کہ ہم وقت آنے پر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مقابلے میں اپنی مرضیات و مرغوبات، اپنے مفادات و مالوفات کی بے دریغ قربانی کر سکتے ہیں؟ اس لیے قربانی ایک رسم و تاریخی روایت نہیں بلکہ تجدید عہد، تجدید وفا اور تجدید ایمان کا موقع ہوتی ہے۔ جس میں جذبۂ اخلاص و ایثار کے بجھتے ہوئے شعلے ایک بار پھر بھڑک اٹھتے ہیں اور اہل ایمان کے ایمان و یقین میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

اس دائرے میں اگر سرخ نشان ہے تو

اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ دینی و ادبی خدمت جاری رہے اور ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کو پہنچتا رہے تو مبلغ -/Rs. 12 فوراً ارسال کریں۔

پرچہ ملنے کے پندرہ روز کے اندر اگر آپ کی طرف سے خط یا منی آرڈر وصول نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ آپ اپنا چندہ وی۔ پی سے ادا کرنا چاہتے ہیں اس لئے اگلا پرچہ وی۔ پی سے بھیجا جائے گا جس میں آپ کو Rs. 15/25 ادا کرنا ہوں گے۔ غیر ملکی حضرات اپنے ملک کے لحاظ سے چندہ ارسال فرمائیں۔

(منیجر)

تعلیم القرآن

از

مولانا محمد اویس ندوی مرحوم

زنا

ولا تقربوا الزنیٰ (بنی اسرائیل ۴) — اور زنا کے پاس نہ جاؤ

جو عورت اور مرد آپس میں ناجائز تعلق رکھتے ہیں وہ خدا کے بڑے نافرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم زنا کے قریب نہ جاؤ، قریب نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساری باتیں جن سے بے حیائی اور بدکاری پیدا ہوتی ہے، ان سے الگ رہو۔

عورت کے مرد کے ناجائز تعلق میں نگاہ کو بڑا دخل ہوتا ہے، اس لئے صاف فرمایا،

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم (نور ۴) — اے پیغمبر! ایمان والوں سے کہہ دے کہ وہ ذرا اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔

حضورؐ نے فرمایا، کہ پہلی نظر تو ارادہ کے بغیر ہونے کی وجہ سے معاف ہے، مگر دوسری دفعہ پھر نظر ڈالنا جائز نہیں،

عورتوں کو خاص طور سے کہا گیا کہ غیروں کو اپنے اندر کا بناؤ سنگار نہ دکھائیں، اپنے زیور کی جھنکار کسی کو نہ سنائیں، جھنکار کے زیور نہ پہنیں، سینہ کا پردہ رکھیں، باہر نکلیں تو سارے جسم پر چادر ڈال کر نکلیں، تیز خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں، بیچ راستہ میں کترا کر کنارہ کنارہ چلیں، مرد اور عورت مل جل کر نہ بیٹھیں، کوئی مرد کسی غیر عورت سے تنہائی میں نہ ملے یہ سب حکم اسی لئے ہیں کہ مسلمان عزت اور پاکی کی زندگی بسر کریں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی رات میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کی کھال قینچیوں سے کاٹی جاتی ہے، میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو زنا کے لئے بناؤ کرتے ہیں۔

فرمایا، جب کسی شہر میں زنا اور سود عام ہو جائے تو ان لوگوں پر اللہ کے عذاب کا آنا حلال ہو جاتا ہے۔

فرمایا، زنا سے افلاس اور محتاجی پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا، جس نے زنا کیا یا شراب پی، یا چوری کی تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

امانت

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا۔ (نساء ۸) — بے شبہ تم کو اللہ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو۔

امانت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے کاروبار میں ایماندار ہو، جس کا جس کسی پر جتنا ہو اس کو پوری دیانت سے رتی رتی، دیدے!

(۱) کوئی آدمی اگر مال رکھائے تو اس کو اسی طرح واپس کر دے (۲) کوئی اپنا راز بتائے تو اس کو کسی پر ظاہر نہ کرے (۳) کوئی کسی معاملہ میں مشورہ کرے تو سچا مشورہ دے (۴) اپنے کو جس کام کے قابل نہ سمجھے اس سے الگ ہو جائے۔

اسی قسم کے آدمی امانت دار کہلاتے ہیں، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بڑے امانت دار تھے عام طور سے لوگ آپ کو امین کہتے تھے، دشمنوں کو بھی آپ پر بھروسہ تھا حضورؐ کہتے تھے کہ امانت میں خیانت کرنا ایمان کی کمی (نفاق) کی نشانی ہے، فرمایا جس میں امانت نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے!

ایک مرتبہ ایک شخص سے آپ نے کچھ کھجوریں قرض لیں، چند روز کے بعد وہ تقاضہ کو آیا، آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کر دیں۔ انصاری نے کھجوریں دیں لیکن وہ ایسی عمدہ نہ تھیں جیسی اس نے دی تھیں اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی کھجور لینے سے انکار کرتے ہو، بولا ہاں رسول اللہؐ انصاف نہ کریں گے تو اور کون کرے گا، حضورؐ نے یہ جملے سنے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ بالکل سچ ہے۔!!

محسنِ انسانیتؐ نے فرمایا

صبر و استقامت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا۔ اور ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال نے اپنی بغل کے اندر چھپا رکھا تھا۔ (معارف الحدیث ـ شمائل ترمذی)

واقعۂ طائف

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم توحید کی تبلیغ کے لئے حضرت زید بن حارثہ کو ساتھ لیے ہوئے پا پیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت فرمائی جس سے وہ سب برافروختہ ہو کر در پے آزار ہو گئے۔ وہاں کے سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا وہ لوگ وعظ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور اکرمؐ لہو میں تر بتر ہو جاتے۔ خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کے لئے پاؤں جوتے سے نکالنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دفعہ بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجائیں، چیخیں ماریں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا آبادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج و صدمہ کے وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا اس وقت آپ نے جو دعا مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں:-

اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین ۝ انت رب المستضعفین وانت ربی الیٰ من تکلنی الیٰ بعید یتجھمنی او الیٰ عدو ملکتہ امری ان لم یکن بک علیّ غضب فلا ابالی ولکن عافیتک ھی اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والآخرۃ من ان ینزل بی غضبک او یحل علیّ سخطک لک العتبیٰ حتیٰ ترضیٰ لا حول ولا قوۃ الا بک (تاریخ طبری)

"اے اللہ! میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور اپنی بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین، اے درماندہ ناتوانوں کے مالک تو ہی میرا رب ہے، اے میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے۔ بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک و بد پر قابو رکھے گا۔ لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں، کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں، اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہوئے۔ تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو، عتاب کرنے کا تجھی کو حق ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں۔" (طبری ج ۲ ص ۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا:-

"میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں دعا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ واحد پر ایمان لانے والی ہوں گی۔"

(عن عائشہؓ ـ صحیح مسلم) (کتاب رحمۃ للعالمین)

عصر حاضر کو سمجھنا آسان ہے نہ اس کے تقاضوں کا اندازہ کرنا سہل ہے

لیکن ایمان کی رہنمائی، اخلاص کی رہبری اور علم کی گہرائی میسر ہو تو اس جادۂ دشوار پر گامزنی کی جرأت کی جا سکتی ہے

اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کے اجلاس ہشتم منعقدہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں

مولانا عبد السلام قدوائی ندوی کا خطبۂ استقبالیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

جناب صدر اور حاضرین مجلس!

ندوہ میں ماہرین علوم اسلامیہ کے اجتماع کا خیال بہت دیرینہ ہے۔ ۴۰-۴۵ برس پہلے جب اورینٹل کانفرنس میں اسلامی علوم کے لئے میدان تنگ نظر آیا تو ایک ایسے ادارہ کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی جس میں اسلامی مسائل وموضوعات پر بحث وگفتگو کے وسیع مواقع حاصل ہوں۔ اس خیال کے ماتحت ادارہ معارف اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا اور اس کے کئی شاندار جلسے ہوئے جن میں مدارس وجامعات کے سربرآوردہ اور صاحب علم ونظر اشخاص نے شرکت کی، گراں قدر مقالات پڑھے گئے، ان پر عالمانہ مذاکرات ہوئے اور بحث وگفتگو سے فکر ونظر کے نئے گوشے سامنے آئے۔

دہلی کے اجلاس میں راقم الحروف بھی شریک تھا اس وقت کا منظر آج بھی نگاہوں کے سامنے ہے، یونیورسٹیوں کے نامور پروفیسر، عربی مدارس کے بالغ نظر علماء، علمی مجالس کے ممتاز نمائندے اور مشاہیر علم اس اجتماع میں موجود تھے اور شاندار مباحث میں حصہ لے رہے تھے۔ اس موقع پر دار المصنفین اعظم گڑھ سے مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم خاص طور سے مدعو کئے گئے تھے مگر عین وقت پر بعض مجبوریوں کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے ان کی عدم شرکت کا سب لوگوں کو بہت افسوس تھا لیکن سید صاحب نے اپنی غیر حاضری کی تلافی اس طرح کی کہ معذرت کے تار کے ساتھ کارکنان ادارہ کو دعوت دی کہ آئندہ اجلاس ندوہ میں منعقد کریں۔

اس غیر متوقع خوشخبری سے سب لوگ بہت مسرور ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ جسٹس سر سلمان مرحوم نے بڑی مسرت کے ساتھ مجھ سے سید صاحب مرحوم کی اس پیش کش کا ذکر کیا۔ ادارۂ معارف اسلامیہ کے کارکنوں نے ممنونیت کے ساتھ اس دعوت کو قبول کیا لیکن اس زمانہ میں ملک کے حالات کچھ ایسے دگرگوں تھے کہ خواہش اور کوشش کے باوجود یہ اجلاس منعقد نہ ہو سکا پھر ملک کی تقسیم عمل میں آئی اور ادارۂ معارف اسلامیہ کی بساط ہی الٹ گئی۔

کچھ عرصہ کے تعطل کے بعد جب ذرا فضا میں کچھ سکون ہوا تو علوم اسلامیہ کی حفاظت اور پیش قدمی کے لئے کام کی نئی طرح ڈالی گئی اور ڈاکٹر عبد العلیم مرحوم کی کوشش اور جد وجہد سے ۵۸ء میں اسلامک اسٹڈیز کانفرنس قائم ہوئی اور فکر ونظر اور بحث وتحقیق کے رکے ہوئے قافلے پھر سرگرم سفر ہو گئے۔

ادارہ معارف اسلامیہ کی طرح ندوہ نے اسلامک اسٹڈیز کانفرنس سے بھی شروع ہی سے پورا تعاون کیا، اس کے جلسوں میں اس کے نمائندے شریک ہوتے رہے مقالات پیش کئے اور بحث ومذاکرہ میں حصہ لیا۔

۶۹ء میں دار المصنفین کی دعوت پر جب اعظم گڑھ میں اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقد ہوئی تو ندوہ کے اعلیٰ عہدہ دار اور ممتاز علماء اس میں شریک ہوئے اور ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے کانفرنس کے منتظمین کو دعوت دی کہ آئندہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد کریں لیکن موانع و مشکلات کچھ اس طرح سد راہ ہوئیں کہ یہ اجلاس ندوہ میں نہ ہو سکا، اور لکھنؤ کے بجائے دارالعلوم تاج المساجد بھوپال کے زیر اہتمام بھوپال میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ وہاں ناظم ندوۃ العلماء نے پھر ندوہ کی طرف سے دعوت کی تجدید کی۔

یہ اجتماع اس سے بہت پہلے ہو جاتا لیکن ملک کے حالات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ اس کے انعقاد میں بہت تاخیر ہوئی۔ بالآخر امسال یہ عزم کر لیا گیا کہ اب مزید تاخیر نہ ہونے پائے اور جس طرح بھی ہو اجلاس منعقد کر ہی لیا جائے۔ اس اثناء میں سارا شمالی ہند سیلاب کی زد میں آ گیا اور پنجاب سے آسام تک ایک طوفان برپا ہو گیا۔ جان ومال اور املاک وجائداد کی اس عظیم تباہی وبربادی کے عالم میں جب وسائل آمد ورفت تک منقطع ہو گئے تھے ڈر تھا کہ کہیں اعلان واہتمام کے باوجود اس مرتبہ بھی جلسہ نہ ہو سکے مگر اللہ نے فضل فرمایا اور مشکلات وموانع کے باوجود اہل علم کا یہ مقتدر مجمع آج ندوہ کے اس ہال میں جمع ہے۔

اس موقع پر میں شرکاء اجلاس کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے وہ یہاں پہونچ گئے۔ میں اپنے رفقاء، ناظم ندوۃ العلماء، ندوہ کے ارکان واساتذہ اور کارکنوں اور کارگزاروں کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ ہماری کوشش ہے آپ کو یہاں ہر طرح کی راحت وسہولت حاصل ہو لیکن اس کے باوجود اگر آپ کو خاطر خواہ آرام نہ مل سکے تو ہماری کوتاہی سے درگزر فرمائیں۔ ندوہ کو اپنا گھر سمجھیں اور تکلیفوں کو نظر انداز فرما کر اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

ندوہ کے بانیوں نے دین ودنیا کی ہم آمیزی اور قدیم وجدید کے اجتماع کا جو خواب دیکھا تھا شاید اس کی ایک تعبیر آج کا یہ اجتماع بھی ہے، جدید وقدیم تعلیمگاہوں کے منتخب افراد پہلو بہ پہلو جمع ہیں تاکہ اپنی بحث وتحقیق سے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھائیں اور عصر حاضر کے سامنے گرد وغبار سے پاک کر کے اسلام کا آب حیات پیش کریں تاکہ اس کے اندر نئی توانائی پیدا ہو اور اس دنیا کی شب تاریک سحر کی جا سکے۔ اس کار عظیم کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ علماء اور جدید تعلیم یافتہ اصحاب ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، حالات کو سمجھیں مسائل پر غور کریں اور خوش اسلوبی کے ساتھ صحیح نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کریں یہ کام بہت مشکل ہے نہ عصر حاضر کو سمجھنا آسان ہے نہ اس کے تقاضوں کا اندازہ کرنا سہل ہے پھر علوم اسلامیہ کے بحر ذخار میں غوطہ زنی اور گہر ہائے آبدار کا حصول بھی بڑی جانکاہی کا طالب ہے لیکن ایمان کی رہنمائی، اخلاص کی رہبری اور علم کی گہرائی میسر ہو تو اس جادۂ دشوار پر گامزنی کی جرأت کی جا سکتی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اس کی توفیق شامل حال ہو، ہماری نگاہوں کو نور بصیرت عطا ہو، ہمارے قدم جادۂ مستقیم پر استوار رہیں اور ہماری تلاش وجستجو اور بحث وتحقیق راہ صواب کو نمایاں کر دے۔

اسلام کا پیغام عصر حاضر کے نام

محمد عادل حسین بسوانی متعلم ندوۃ

★

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک۔ دلیل کم نظری ہے، قصہ جدید وقدیم۔

حضرات یہ ابدی حقیقت اور فطری بات ہے کہ جب کوئی ضرورت پیدا ہوئی ہے تو اس کا سامان بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ رات کے اندھیرے میں چاند اور تاروں کے چراغ جلتے ہیں۔ گرمی اور امس جب شدت کو پہنچتی ہے تو ابر باراں نازل ہوتا ہے جہاں بیماریاں ہیں وہیں اس کی دوائیں بھی ہیں۔ بالکل یہی حال امراض باطنی اور روحانی کا ہے۔ جب فساد ظاہر ہوتا ہے صلاح کی تدبیر ابھرتی ہے جب ظلمت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو سپیدہ نور طلوع ہوتا ہے ضلالت کے ساتھ ہدایت، کفر کے ساتھ ایمان، آزر کے ساتھ ابراہیم، اور فرعون کے ساتھ موسیٰ کا ظہور ہوتا ہے۔

اسی اصول کی بنا پر دنیا کے ہر دور میں نبوت کا نور چمکا۔ اور دنیا کو روشن کر گیا وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ خدائی پیغام آتے رہے اور انسانوں کو خیر وہدایت پر لگاتے رہے، لیکن وہ تمام پیغام کسی خاص زمانہ اور قوم کے لئے تھے۔ ان کی دائمی حفاظت کا سامان نہ ہوا۔ لیکن جو پیغام نبی آخر الزماں کے ذریعہ آیا وہ عالمگیر اور دائمی ہو کر آیا۔

دنیا میں بہت سے مذاہب اور ازم ہیں، یہودیت ونصرانیت، اشتراکیت و کمیونزم، سوشلزم وسرمایہ دارانہ نظام، غرضیکہ ہر ایک کو انسان آزما چکا۔ یہودیت ونصرانیت نے تو خود ہی اپنی کتابوں میں صاف اعلان کر دیا ہے کہ وہ خدا کا آخری کلام نہیں نیز یہ کہ وہ کامل بھی نہیں۔ تورات وانجیل نے اپنے بعد ایک کامل ودائمی آنے والے پیغام کا اعلان کیا ہے، پھر یہ کہ جو پیغامات واحکامات اس کے تھے وہ بھی تحریف وتاویل کا شکار ہو گئے۔ اب ایسا مذہب موجودہ دور اور عصر جدید میں کیسے کامیاب رہ سکتا ہے، یہی حال ازموں کا ہے جو انسانوں کے خود ساختہ ہیں، انسانیت ان سے پناہ مانگ رہی ہے، جن ملکوں میں بھی موجودہ ازموں میں سے کوئی ازم پہنچا ملک تباہ ہو گیا۔ معاشرہ میں فساد برپا ہوا۔ اخلاق بگڑے، ہمدردی رحم دلی، اخوت وبھائی چارگی کا جنازہ نکلا،

لیکن اسلام کا پیغام کامل ہے وہ یہودیت ونصرانیت کی طرح اپنے بعد کسی اور آنے والے کا پیغام نہیں دیتا۔ جو نیا پیغام بناے یا اسلام میں کوئی نقص ہے جس کو دور کر کے وہ کامل کرے۔

وہ اپنی تکمیل کا خود دعویٰ کرتا ہے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً"

وہ اپنے نبی آخر الزماں کے بارے میں خاتم النبیین ہونے کا اعلان کرتا ہے، متعدد حدیثوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **میں نبوت کی عمارت کا آخری پتھر ہوں، قرآن نے اپنے بعد کبھی آنے والے پیغامبر کے لئے کوئی جگہ نہیں چھوڑی، اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی پیغام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں آیا خدا کا آخری اور دائمی پیغام ہے، اسی لئے وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے وعدہ سے خدا نے اس حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی۔**

اسلام کا پیغام اپنی قوم اور اس کے ماننے والوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اسلام دنیا میں خدا کا پہلا اور آخری پیغام ہے جو کالے گورے، عرب وعجم، ترکی وتاتاری، ہندی وچینی، روسی وامریکی سب کے لئے عام ہے۔ جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین اسی طرح اس کا رسول تمام دنیا کا رسول رحمۃ للعالمین ہے۔ اسی طرح اس کا پیغام بھی تمام دنیا کے لئے ہے، قرآن یوں اعلان کرتا ہے۔ "ان ھو الا ذکری للعلمین" سورہ فرقان میں ہے "تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا" اور ایک جگہ فرمایا:۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔

حضرات۔ میں آپ کو بتاؤں کہ اسلام کا پیغام عصر حاضر کے لئے کیا ہے وہ موجودہ سائنسی ومشینری دور میں انسانوں کی کس طرح رہنمائی کر سکتا ہے اس کا آخری دائمی اور عالمگیر پیغام کیا ہے۔ ہر مذہب کے چار اجزاء ہیں۔ عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق۔ اسلام ان میں سے ہر ایک کی حقیقت بالکل واضح کرتا ہے، اور ہر ایک کے حدود متعین کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں ان چاروں میں توازن نہیں ہے۔

اسلام نے اخلاق ومعاملات پر بہت زور دیا۔ ماں باپ خویش واقارب اپنے بیگانے ہر ایک کے ساتھ اچھے برتاؤ کو ضروری قرار دیا اس نے نہ صرف اصولی احکام کو بتایا اور مکمل کیا بلکہ اخلاق کی ایک ایک گرہ کو کھولا۔ روح کی ایک ایک بیماری کی تشخیص کی اور اس کا علاج بتایا۔ ایمان وعمل یہی دو چیزیں ہیں جن پر قرآن نے انسانی نجات کا مدار رکھا ہے۔ ایمان پختہ اور مستحکم ہو اور عمل نیک وصالح ہو۔

آج دنیا نے بہت ترقی کر لی ہے، صنعت وحرفت، سائنس وریاضی میں کامیابی کی اعلیٰ منزلیں طے کر لی ہیں، انسان چاند سے آگے بڑھ کر مریخ وزہرہ پر کمندیں ڈال رہا ہے لیکن کیا ان ایجادات سے انسانی غرض پوری ہوئی، کیا دنیا سے خوف واضطراب کا وجود مٹ گیا، کیا افلاس وپریشانی کے بادل چھٹ گئے، کیا انسانوں پر ظلم وزیادتی نہیں ہوئی، کیا دنیا کو امن وسلامتی حاصل ہو گئی، کیا جنگ کا بھیانک اور خوفناک سایہ ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا۔؟

اس کا علاج اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان کا اندرون نہ بدلے۔ اندرونی تبدیلی کے لئے ایمان سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں ہے جب تک قوم میں خدا کا یقین اور اس کا خوف، آخرت پر ایمان اور وہاں کی پوچھ گچھ کا کھٹکا نہیں پیدا ہوگا۔ اخلاق سنور نہیں سکتے۔ موجودہ اخلاقی اور سماجی کمزوریاں دور نہیں ہو سکتیں، **وہ اسلام ہی کا پیغام تھا جس نے چھٹی صدی عیسوی میں عربوں جیسی قوم کی دیکھتے دیکھتے کایا پلٹ دی۔ صدیوں کی بری عادتیں چھڑا دیں حیوانیت کی نیچی سطح سے انسانیت اور شرافت کی اونچی سطح پر بٹھا دیا۔ اسلام ہی کا پیغام تھا کہ گنہگار عورت پیغمبر خدا کی عدالت میں آکر اپنے گناہ کا اقرار کرتی ہے۔**

اسلام کا پیغام ہی تھا کہ ایران کی جنگ میں غریب سپاہی لاکھوں روپیوں کی مالیت کا ہیرے جواہرات کا جڑاؤ سامان کرتے میں چھپا کر لاتا ہے اور اپنے افسر کے حوالہ کرتا ہے۔ کہ یہ اللہ کا مال ہے اس سے نام پوچھا جاتا ہے وہ نہیں بتاتا ہے کہ مجھے شکریہ وتعریف کی ضرورت نہیں۔ میں نے اس کی خوشی کے لئے کیا جو میرا نام جانتا ہے اسلام کا پیغام ہی تھا کہ شراب کی ممانعت ہوئی تو منہ سے لگے پیالے پھینک دیئے گئے برتن توڑ دیئے گئے۔ مدینہ کی نالیوں میں شراب بہتی نظر آنے لگی۔ اس کے مقابلہ میں امریکہ جیسا منظم وترقی یافتہ ملک کئی کروڑ ڈالر صرف کر کے اور کئی ارب صفحے کا لٹریچر شائع کر کے بھی امریکی سوسائٹی کو شراب سے نہ روک سکا۔

آج بھی اسلام کا پیغام زندہ وجاوید ہے آج بھی اس میں عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی پوری صلاحیت ہے۔

(ندوہ کے ایک جلسے کی ایک تقریر کا خلاصہ)

مغربی جمہوریت دراصل اقلیت کی حکمرانی کا نام ہے

تحریر: امین الزماں

مغرب کی جمہوریت کا بہت شہرہ ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے کسی دانشور کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ اس کی خامیوں پر نظر ڈالے اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرے ... [illegible]

یہ بہت اہم سوالات ہیں جن کے جوابات دیئے جانے نہایت ضروری ہیں۔ ہمارے ملک میں جہاں ہر حلقہ انتخاب سے چار چار اور پانچ پانچ امیدوار ہوتے ہیں ... [illegible]

... کیا ایسی ہی حکومت کو عوام کی حکومت کہا جا سکتا ہے؟

ملک کی تمام سیاسی جماعتوں اور جنرل محمد ضیاء الحق کو چاہیے کہ وہ ان معاملے پر سنجیدگی سے غور فرمائیں ... [illegible]

اکثریت کی حکومت کے لئے سیاسی جماعتوں کی متناسب نمائندگی کا اصول اختیار کیا جائے

[illegible]

قسط ۲

اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقدہ اعظم گڑھ کی یاد

(البو علی)

گذشتہ سے پیوستہ

پسند نہیں کرتے تھے، اتنے بڑے ہجوم کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ میں نے ان لوگوں سے عرض کیا، کہ ... [illegible]

میں نے نشان دہی کی کہ اردو میں بھی ابن رشد پر اچھا خاصا مواد اب تک اکٹھا ہو گیا ہے۔ ایک تو مولانا محمد یونس فرنگی محلی کی ابن رشد ہے ... [illegible]

(بقیہ ۶ پر)

چھپتے چھپتے

انتقال پُرملال

ندوہ کے حلقہ کو اس خبر سے سخت صدمہ پہنچے گا کہ ۲۱ ر ۲۲ اکتوبر سنیچر اتوار کی درمیانی رات

مولانا وجیہ الدین صاحب ندوی

کا انتقال ہو گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا ایک عرصہ سے بیمار تھے، اس وقت ان کا قیام دارالعلوم ہی میں تھا۔ رات ایک بجے انتقال ہوا۔ صبح سوا آٹھ بجے نماز جنازہ ہوئی۔ جناب مولانا مفتی محمد ظہور صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تقریباً سات آٹھ سو طلبہ و اساتذہ نے نماز میں شرکت کی۔ بعد نماز موٹر سے جنازہ ان کے وطن اسپی اعظم پور ضلع ہردوئی لیجایا گیا۔

انشاء اللہ تفصیلات آئندہ شائع کی جائیں گی۔

برطانیہ کی سب سے بڑی مسجد بریڈ فورڈ میں تعمیر کی جا رہی ہے

۲۵ لاکھ پونڈ کی لاگت کا عظیم الشان منصوبہ

[illegible]

بریڈ فورڈ سٹی کونسل اب مسجد کی تعمیر کی منظوری دینے میں لیت و لعل نہ کر سکے گی

[illegible]

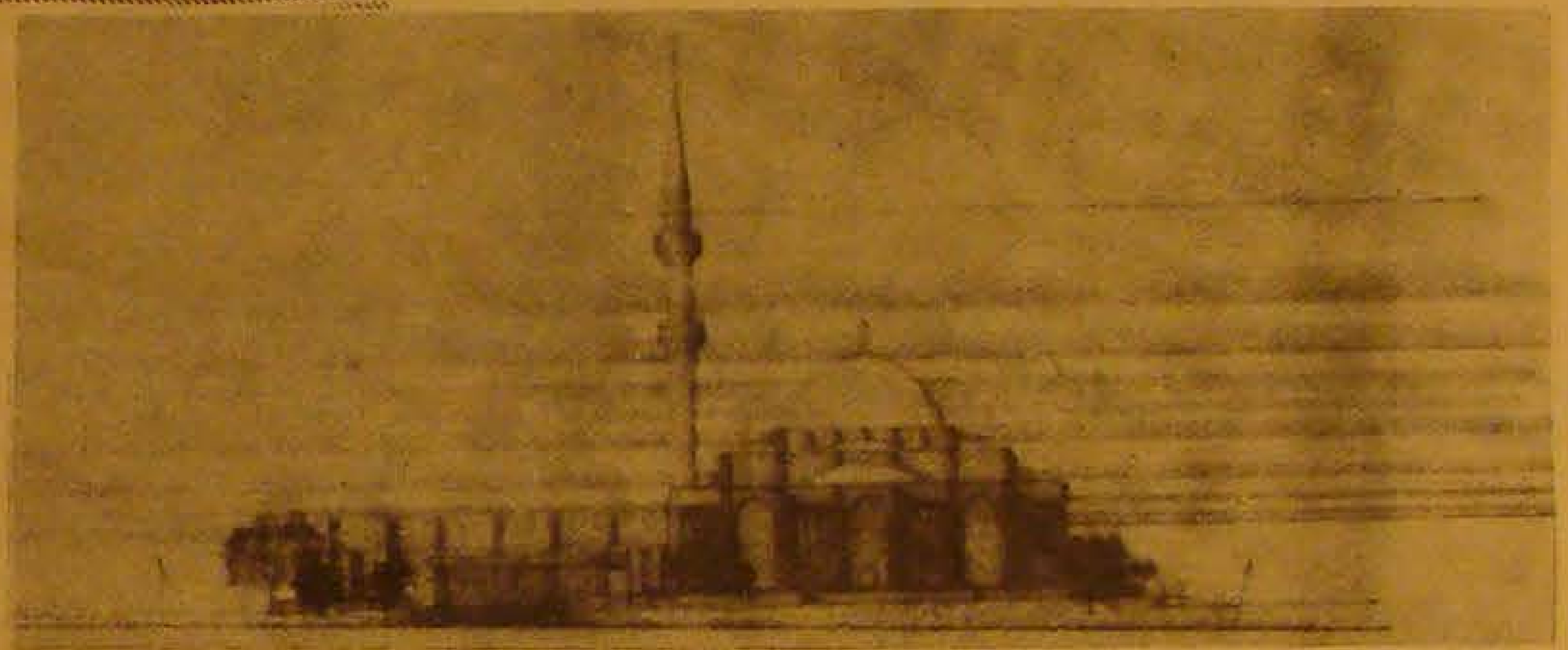

بریڈ فورڈ میں ۲۵ لاکھ پونڈ کی لاگت سے تعمیر ہونے والی مسجد کا ماڈل

بقیہ ۷

اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقدہ اعظم گڑھ کی یاد

اصلاح ہوئی اور یہی اصلاح شدہ نصاب دارالعلوم ندوۃ العلماء میں رائج ہو گیا۔ ... [illegible]

پڑھا تھا، جو مولانا شبلی اور مولانا سید سلیمان ندوی کے ادب و انشاء اور طرز تحریر کا بہترین نمونہ تھا ... [illegible]

ضروری اعلان!

جن حضرات کے چندے ختم ہوتے ہیں ان کو لال نشان یا خط کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔

آپ کو ختم چندہ کی اطلاع ملے تو فوراً اپنا چندہ ارسال کریں۔

ورنہ

پندرہ روز انتظار کے بعد اگلا شمارہ وی۔ پی سے روانہ ہوگا جس میں 3/25 آپ کو زائد دینے پڑیں گے۔

منی آرڈر فارم میں نیچے کوپن پر اپنا پورا پتہ اور خریداری نمبر ضرور لکھا کریں،

ورنہ آپ کا چندہ جمع ہونے میں دشواری ہوگی۔

(منیجر تعمیر حیات)

مکتوب لندن

عربوں کی دولت سے اہل فرنگ کی دکان چمک رہی ہے

فرحانہ احمد

عربوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت اور ثروت سے نوازا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے مسائل بآسانی حل کر سکتے ہیں بلکہ دنیا کے مسلمانوں کی اتنی امداد کر سکتے ہیں کہ مسلم اقوام پھر کسی غیر مسلم کی طرف مدد اور مساعدہ کیلئے نہ دیکھیں۔ کیونکہ غیر مسلم امداد دیتے وقت یا تو کچھ ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جس سے ان کے قومی وقار کو ٹھیس پہنچتی ہے، یا مسلم کلچر اور ثقافت پر اثر انداز ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

آجکل ایک عام شکایت یہ پائی جاتی ہے کہ عرب اپنا سرمایہ بے حساب غیر مسلم ممالک پر خرچ کر رہے ہیں، یا تو کاروباری سلسلے شروع کر رکھے ہیں، آسامیاں خرید لی ہیں یا دوسری بیشمار تجارتوں میں اپنی دولت لگا دی ہے۔ اس کے علاوہ چھٹیاں گذارنے، علاج معالجہ کرانے، یا تعلیم حاصل کرنے پر بے انتہا دولت انگلستان، جرمنی، سوئزرلینڈ، فرانس یا امریکہ کا رخ اختیار کر رہی ہے جس سے ان ممالک کو غیر معمولی مالی اور اقتصادی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اور مسلم ممالک جو مالی امداد، تجارتی و صنعتی ترقی، زراعتی پیداوار وغیرہ کے لئے مسلم سرمایہ کے محتاج ہیں غیر مسلموں کے دست نگر بن کر رہ گئے ہیں۔

عرب دولت کو اپنی آنکھوں سے لٹتا دیکھ رہے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر یہی سرمایہ ان کے ہاں لگایا جائے تو اسلام کے شیدائیوں کی حالت کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔

اخبارات کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالیہ دنوں میں عربوں نے برطانیہ اور مغربی یورپ میں ہر وہ چیز خرید ڈالی ہے جو نظر آتی ہے۔ امریکہ میں بھی خرچ کرنے کا انکا حال یہی ہے۔ برطانوی سیاحت کی اتھارٹی نے بتایا ہے کہ گذشتہ سال چار لاکھ عرب لندن آئے اور ان کا فی کس خرچہ اوسطاً ۲۰۰ ڈالر رہا، اسطرح انہوں نے امریکیوں کو بھی پیچھے دھکیل دیا جو اسراف میں سب سے آگے تھے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اس وقت دس لاکھ عرب یورپ میں یا تو رہتے ہیں یا کام کرتے ہیں یا کھیل کود یا لعب میں مشغول ہیں اور تقریباً ایک درجن عربی زبان کے اخبارات یا رسائل ان کے لئے نکالے گئے ہیں۔ جنکا مقصد عربوں کے ذہنوں پر یورپی معاشرہ کا نقش ثبت کرنا ہے۔ سرمایہ عربوں کا اور تہذیبی و ثقافتی آبیاری یورپ کی۔

اتنی تیز تبدیلی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ۱۹۷۵ء تک بیروت یہ تمام سہولتیں میسر کرتا تھا۔ خلیج اور دوسرے عرب ممالک کے لوگ وہیں اپنی چھٹیاں گذارتے تھے، تجارت کرتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ بیروت یورپ کے دروازے پر واقع ہے جو یورپ اور مشرق وسطیٰ کا سنگم تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن جنگ کے چھڑ جانے کے بعد ان تین چار سالوں میں بیروت اب ویران ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے سمندری ساحل بے رونق ہیں سڑکیں عام طور پر اداس اور ویران ہیں، بازار اور دکانیں مالدار گاہکوں سے بے گانہ ہو کر رہ گئی ہیں، ہوٹل کبھی کبھار کسی مسافر کا مسکن بن جاتے ہیں، غرض یہ رونق اور دولت کی ریل پیل اب یورپ منتقل ہو گئی ہے۔ لندن، پیرس، فرانکفرٹ، ویانا، میڈرڈ، غرض دوسرے مغربی یورپی شہر عربوں کے سرمایہ سے خوب پھل پھول رہے ہیں۔

اور اب مغربی سیاح بیروت کو صرف "منطقہ حرب" کہکر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ انہوں نے دونوں [illegible] اٹھائے، ایک عرب شہر کو ویران کر دیا جس سے مسلم عرب بھی فائدہ اٹھاتے تھے اور دوسری طرف اپنی معیشت کو غیروں کے سرمایہ سے پروان چڑھانا شروع کر دیا لیکن عرب نادان ابھی تک غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ اور اغیار فائدے اٹھائے جا رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جب عرب برطانوی اسٹورز میں قدم رکھتے ہیں تو ان کو دیکھتے ہی اسٹورز کے مالکان آگے پیچھے ایسا گھیرا ڈال دیتے ہیں کہ یہ بڑی مچھلی اس پرکشش سمندر سے باہر نکل کر نہ جا سکے۔ ان کو دیکھ کر اشیاء کی قیمتیں چارگنی کر دی جاتی ہیں۔ اور اشیاء کو اس قدر پرفریب انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ وہ بغیر خریدے نہیں رہتے۔ حال یہ رہتا ہے کہ پوری الماریاں خالی کرا لی جاتی ہیں اور منہ مانگی قیمت دی جاتی ہے۔ ان اشیاء میں سب سے مرغوب سامان کپڑا، گرم سوٹ، جواہرات، فرنیچر، زیبائش کا سامان، قیمتی قسم کی خوشبوئیں، عطر اور غسل کرنے کا اعلیٰ قسم کا سامان جو عربوں کا خاص ذوق ظاہر کرتی ہے۔

برطانوی اخبارات نے یہ بھی لکھا ہے کہ حتیٰ کہ عربوں نے لندن کے کسینوؤں میں ایک رات میں دس لاکھ ڈالر تک ہارے ہیں۔ [illegible] ان اخبارات کا منشا عربوں کو بدنام کرنا کیوں نہ ہو لیکن اس حقیقت کو صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ ایسے کلبوں اور قمار خانوں میں دولت بے تحاشہ لٹائی جاتی ہے۔ اسی طرح پیرس اور جنیوا بھی اہم مقامات ہیں یہاں عرب شیوخ اکثر جاتے ہیں اور عرصہ قیام کرتے ہیں اور امریکہ اور جرمنی کی [illegible] کو بڑھاوا دینے والی چیز عربوں کا سرمایہ ہی ہے۔

کویت انوسٹمنٹ آفس نے جو وزارت مالیہ کا ایک ادارہ ہے، اعلان کیا تھا کہ اس نے ۲۲۸ ملین ڈالر برطانوی نیلے چپس (خاص پتھر) کی تجارت میں لگایا تھا جو ایک باوقار کاروبار سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے بینکوں میں کویت کا سرمایہ لگا ہوا ہے جیسے بینک آف اسکاٹ لینڈ، گارجین رائل ایکسچینج ایسوسی ایشن اور دیگر ادارے شامل ہیں۔ عربوں نے آسامیاں خریدنے پر ۹۵۰ ملین ڈالر برطانیہ میں لگا دیئے ہیں اور آسامیوں کو کمپنیوں کے ذریعے شاہی محلات، قصر اور بڑی بڑی جائیدادیں خرید لی ہیں۔

۱۹۷۲ء میں سعودی اور خلیج کی دولت سے مشہور و معروف ڈورچسٹر ہوٹل خریدا گیا جسکی قیمت اگرچہ کچھ کم تھی لیکن مالکان کو ۱۶٫۲ ملین ڈالر (۹ ملین پونڈ اسٹرلنگ) ادا کئے گئے۔

کویت کے شیخ صباح سالم الصباح نے برطانیہ کی سب سے بڑی جائیداد کی کمپنی سینٹ مارٹینس پراپرٹی کارپوریشن ۶ر۱۹۲ ملین ڈالر خریدی۔ امیر قطر نے چھٹیاں موسم گرما گذارنے کے لئے ایک جاگیر خریدی جسکی رقم ظاہر نہیں کی گئی۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ جھیل کے ساحل پر پرکیف جگہ پر پھیلی ہوئی ہے جس کی رونق کا اندازہ دیکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

برطانوی حکومت کا کہنا ہے کہ ہر سال عرب ۵۰ ملین ڈالر ڈاکٹروں، ہسپتالوں پر خرچ کرتے ہیں، کویت حکومت کا کہنا ہے کہ اس نے ۱۹۷۶ء میں اپنے باشندوں کی صحت اور علاج پر ۲۶ر۷ ملین ڈالر خرچ کئے۔ لیکن اب عربوں کا خیال ہے، برطانیہ مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے اب توجہ مغربی یورپ یا امریکہ کی طرف ہے، عرب امارات کے ایک دولت مند شخص نے دانتوں کے علاج پر برطانیہ میں ۱۹،۷۰ ڈالر خرچ کئے، اسی طرح بڑے ہسپتال، اسٹور، ہوٹل، تفریح گاہیں، اور بیشمار جگہیں نصرانیوں کے ملکوں میں عربوں کے پیسے سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہیں۔

جشنِ ولادتِ سیّدِ عربی ﷺ

از: عزیز الملک خلیل سیمابی کولاری۔ ریاست کرناٹک

عجب اے سیّدِ عربی ﷺ تری شانِ ولادت تھی
ہر اک ذرہ سے ظاہر تابشِ مہرِ حقیقت تھی
فضائیں نور سے معمور تھیں پرکیف عالم تھا
ہزاروں بزمِ مستی میں دلی آئے نبی آئے
ترے قدمِ تقدس پر ترے روئے منور پر
عجب دنیا کا عالم تھا خدا فہمی نہ تھی جس میں
ترے آنے سے پھیلی روشنی حق و صداقت کی
حقیقت تونے سمجھائی سراسر نور و ظلمت کی
مٹائے تونے فسق و جہل کے آثار دنیا سے
جدھر ڈالی نظر تونے اُدھر گنجِ فراواں تھے
زمانے میں تو آیا "رحمۃ للعالمین" بن کر
سلاطینِ جہاں تیری غلامی کے تھے شیدائی

زمیں سے آسماں تک ہر قدم جلوؤں کی جنت تھی
ترے جلوؤں کی دنیا۔ دونوں عالم کی مسرت تھی
مسرت بانٹنے میں منہمک اللہ کی قدرت تھی
مگر سب سے جدا۔ سب سے سوا تیری حقیقت تھی
وقارِ کہکشاں صدقے۔ فدا تاروں کی عظمت تھی
خودی کا مرتبہ تھا اور خود غرضی سیاست تھی
زمانے پر مسلط کفر و باطل کی حکومت تھی
نہ پہلے اہلِ دنیا کو تمیزِ نور و ظلمت تھی
تعالیٰ اللہ کیا تیری زمانے پر عنایت تھی
تجھے دولت کی کیا پروا۔ نظر ہی تیری دولت تھی
قدومِ میمنت فرسے عیاں ہر سمت رحمت تھی
جزاک اللہ تجھے حق سے عطا ایسی فضیلت تھی

عیاں حُسنِ ازل تھا ذرے ذرے سے دو عالم کے
خلیلِ خوشنوا۔ کیا حرمتِ جشنِ ولادت تھی؟

پرنٹر، پبلشر، مسئول سید محمد حسنی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ لکھنؤ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: اسحٰق جلیس ندوی

ھارون رشید صدیقی ایم۔ اے

آپ کیا قربانی دیں گے؟

سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں مسلمان، حشری وردی پہنے، عاشقوں کی زبان میں لبیک، لبیک اللّٰہم لبیک لاشریک لک لبیک کہتے ہوئے مکہ معظمہ حاضر ہو رہے ہیں، دیوانہ وار کعبۃ اللہ کے گرد گھوم رہے ہیں، پروانہ وار حجر اسود کو چوم رہے ہیں دامن مادر کی طرح غلاف کعبہ پکڑ کر ہچکیاں لے رہے ہیں، سسکیاں بھر رہے۔ صفا و مروہ میں دوڑ رہے ہیں، منیٰ میں قیام ہے، عرفات میں وقوف ہے، شیطان پر کنکریاں ہیں، جانوروں کی قربانی ہے۔

لیجئے مکہ مکرمہ سے فارغ ہوئے دیار محبوب میں حاضر ہوئے، گنبد خضرا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لڑکھڑاتی ہوئی ٹانگوں پر کھڑے ہوئے، جھکی ہوئی مؤدب نگاہوں میں، محبت کے آنسو بھر کر، کانپتے ہونٹوں اور لرزتی آواز میں سلام پیش کیا، ان کے نائبین کو بھی سلام عرض کیا، اللہ کے محبوب ﷺ کی مسجد میں سجدے کئے اور بار بار حضور کے سامنے حاضر ہو کر آنکھوں کو نور اور دل کو سرور و سکون کی دولت سے مالا مال کیا۔

یہ تو تھی وہاں کی بات، اب ذرا سارے عالم پر نظر ڈالیے اور کان لگائیے۔ چپہ چپہ کا مسلمان ۹ر ذی الحجہ کی صبح سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کا عاشقانہ نعرہ بلند کر رہا ہے۔ ۱۰ر ذی الحجہ کی صبح کو بستی سے نکل کر عیدگاہ میں دوگانہ ادا کر رہا ہے اور اس مادی دور میں بھی اس دوگانہ میں ۹۹ فیصد مسلمان شریک ہو رہا ہے خدا کی راہ میں جانوروں کی قربانیاں دے رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں؟ اس لیے کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر کے "گردن نہادن بہ طاعت" کا جو عہد کیا تھا اس کو پورا کر رہا ہے۔ عاشقان خدا کے عشقیہ اعمال کی یاد تازہ کر کے اپنے ایمان کو تقویت دے رہا ہے۔

لیکن افسوس! دنیا کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ان کیفیات سے نابلد ہے، ان لذات سے بے بہرہ ہے، ان واقعات و حالات اور ان اعمال کے علم سے بھی لاعلم ہے روزہ نماز تک سے دور ہے، کیا آپ نے کبھی سوچا کہ اپنے بھائیوں کی اس محرومی کا سبب کیا ہے؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ خود انھیں کی غلطی ہے، انہوں نے روزی حاصل کرنے کی تدبیریں کیں، دنیوی علوم سیکھے، دنیوی عہدے حاصل کیے، بلڈنگیں بنائیں، دولت جمع کی، مگر فکر آخرت کو نظر انداز کیا، جب وہ اپنے کو مسلمان کہتے تھے تو ان کو جاننا چاہیئے تھا کہ مسلمان کسے کہتے ہیں، اسلام کی کیا تعلیمات ہیں، اسلام کے کیا مطالبات ہیں اسی طرح جو غریب ہیں وہ دن رات فکر دنیا میں دوڑ لگا رہے ہیں، دنیوی دولت والوں کے پیروں پر گرے جا رہے ہیں لیکن حقیقی دولت والے سے نہیں مانگتے، اس کے سامنے نہیں جھکتے لہٰذا اس غلطی کی سزا انہیں کو ملنا چاہیئے اور ضرور ملنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اس غلطی کی سزا پائیں گے۔

لیکن یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ہم اور آپ خاموش تماشائی بن کر چھٹکارا نہ پا جائیں گے، سوال یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری اور آپ کی مساعی کیا ہیں؟ اگر ہمارے اہل و عیال اور متعلقین دین سے دور ہیں تو ہم ان کو دین سے قریب لانے کی کیا کوشش کر رہے ہیں، اگر ہمارے پڑوسی دین سے نابلد ہیں تو ہم کو دین سکھانے کی کیا ذرائع اختیار کر رہے ہیں، اگر ہماری بستی اور شہر کے لوگ دین سے بے تعلق ہیں تو ان کو دین سے جوڑنے کی کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں کہ جن کے اطمینان بخش جوابات کے بغیر ایک مسلمان کی نیند حرام ہو جانا چاہیئے۔

حضرت خلیل اللہ دین کی خاطر آگ میں کود گئے، حضرت ذبیح اللہ اللہ کے حکم پر ذبح ہونے کے لیے زمین پر لیٹ گئے، ہمارے حضور ﷺ نے دین کی خاطر پتھر کھائے، لہولہان ہوئے، قید ہوئے، فاقے کئے، گھر سے بے گھر ہوئے، حضرت ابو بکرؓ مار کھا کر بے ہوش ہوئے، حضرت عثمانؓ چٹائیوں میں لپیٹ کر دھواں دیے گئے، حضرت بلالؓ گرم ریت پر گھسیٹے گئے، حضرت خبابؓ دہکتے کوئلوں پر بھونے گئے، شہدائے بدر و احد نے اپنے خون سے اس دین کی آبیاری کی اور نہ جانے کتنے مقربین نے اس دین پر اپنی جانوں کی قربانی دی۔ سوال یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟

اللہ نے تکلیف مالا یطاق نہیں دی لیکن جس حد تک ہم اور آپ کر سکتے ہیں اس سے معافی نہیں مل سکتی، خود کچھ کرنے کا سلیقہ نہیں تو کام کرنے والوں کا تعاون تو کر سکتے ہیں، آپ اپنے گرد نظر دوڑائیں ضرور کچھ اللہ کے بندے کسی طرح دین کی اشاعت و تبلیغ کا کام کر رہے ہوں گے کم از کم آپ ان کے ساتھ ہی ہو جائیے۔ اور یہ یاد رکھیے کہ جس طرح ہمارے بھائی دینی علم و عمل سے دور ہو کر شیطان کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس طرح اپنے بھائیوں کو شیطان کے چنگل سے نکالنے کی کوشش نہ کر کے ہم اور آپ بھی شیطان کے پھندے میں ہیں، شیطان نے پھانسا دونوں کو ہے۔ ایک پر علوم دینیہ سے دور رکھنے کا پھندا ہے تو دوسرے پر تبلیغ دین سے روکنے کا پھندا، کم و بیش سزا دونوں کو ملے گی۔ اللّٰھم احفظنا
لہٰذا اسی مجلس میں فیصلہ کیجئے کہ آپ تبلیغ دین کے لئے کیا قربانی دیں گے۔

ندوہ کے شب و روز

شمس الہدیٰ بھاگلپوری، متعلم ندوہ

ہے سارے جہاں کا سوز یہاں، اور سارے جہاں کا ساز یہاں

نئے سال کا آغاز: ۷ر شوال ۹۸ھ سے دار العلوم کا نیا تعلیمی سال شروع ہوا، دار العلوم کھلتے ہی جوق در جوق طلبہ آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے دار العلوم کی رونق پھر بحال ہوگئی جو دو ماہ سے کم ہوگئی تھی، اب درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہوگیا ہے۔ اس سال آل انڈیا اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کا اجلاس ہشتم ۲ر تا ۴ر اکتوبر ۷۸ء دار العلوم ہی میں ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے فرمائی۔ اجلاس کی تاریخ آتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے مندوبین آنا شروع ہو گئے جن میں ملک کے صحافی، انشاپرداز، پروفیسر و لکچرر اور علماء شامل تھے تین دن تک تقریر و مباحث کا سلسلہ جاری رہا۔

انتخابات: کانفرنس سے اختتام پر طلبہ کی ساری سرگرمیاں شروع ہوگئیں طلبہ کے انجمن، انجمن الاصلاح کا بھی انتخاب ہوگیا۔ انجمن الاصلاح کے عہدے داران کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

(۱) صدر، مولانا محب اللہ صاحب لاری ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء
(۲) نائب صدر، عمران سعید درجہ فضیلت دوم (۳) ناظم عطاء الرحمٰن ہشتم عربی
(۴) نائب ناظم، عبد الرشید (تخصص ادب اول) (۵) محاسب، خلیل الرحمٰن خان فضیلت اول
(۶) معتمد بزم خطابت، محمد ناظم سہارنپوری ہشتم عربی (۷) معتمد بزم سلیمانی عبد الحی ہفتم عربی
(۸) معتمد بزم صحافت زبیر احمد ششم عربی (۹) معتمد بزم دار المکتب محمد طاہر ہفتم عربی
(۱۰) معتمد بزم دار الاخبار عرفان سلطانپوری پنجم عربی (۱۱) معتمد بزم مالیات ظریف احمد تخصص دوم
اور دیگر ارکان یہ ہیں کمال احمد، عبد الرب، نعیم اختر، عبد الخالق، ظہیر احمد، نظیر عالم، غضنفر الحق ہاشمی۔

انتخاب کے بعد مربی الاصلاح جناب مولانا مفتی محمد ظہور صاحب ندوی نے مختصر مگر جامع الفاظ میں اراکین سے خطاب کیا جس میں باہمی نزاع و رد و کد سے اجتناب کی طرف زور دیا اور یہ ہنگامہ خیز الکشن ایک اثر انگیز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

ثقافتی جلسہ: ہر پندرہ دن کے بعد ایک ثقافتی جلسہ ہوتا ہے جس میں النادی العربی کے ارکان شریک ہوتے ہیں۔ ۱۷ر اکتوبر کو ظہر کی نماز کے بعد مولانا محمد رابع صاحب ندوی کی صدارت میں اس کا افتتاحی جلسہ ہوا جس میں مولانا سعید الاعظمی ندوی مدیر البعث الاسلامی نے ایک مقالہ بعنوان "الجاحظ و دورہ فی اصلاح اجتماعی" عربی میں پیش کیا۔

انجمن الاصلاح خورد کے اراکین کا انتخاب بھی عمل میں آگیا ہے جس میں صابر حسین نائب صدر، سمیع احمد ناظم، ولی الدین اعظمی معتمد بزم دار المکتب اور الکشاف احمد معتمد بزم [illegible] منتخب کیے گئے اور دیگر عہدے تقسیم کیے گئے۔

اراکین کے سامنے: انتخاب کے بعد مولانا شمس الحق صاحب ندوی نے مختصر تقریر کی جس میں طلبہ کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنا وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کریں اور دوسرے طلبہ کے لئے نمونہ بنیں۔ اس انجمن کو اس کے مقصد میں کامیاب بنانے کے لئے تمام کوشش کریں خواہ عہدہ ملا ہو یا نہ ملا ہو۔ مولانا نے مثال دے کر سمجھایا کہ دیکھو حضرت خالد ابن ولیدؓ کو عین میدان جنگ میں معزول کیا گیا تھا مگر وہ چونکہ خدا کے لیے لڑ رہے تھے اس لیے معزولی

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

مطالعہ کی میز پر

(تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں)

از: شمس تبریز خان

تذکرہ مولانا محمد اویس نگرامی ندوی:

از: ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی صفحات ۱۶۴ قیمت دس روپے

پتہ: مکتبہ طیبہ، اسی ۲۰/۶۰ ڈیوڑھی آغا میر، لکھنؤ - ۳

مولانا محمد اویس نگرامی ندوی (سابق شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء) ایک جید عالم، صاحب نظر مفسر، اور ایک اچھے اہل قلم تھے، جدید تعلیمیافتہ طبقہ کے لئے ان کا درس قرآن بہت مفید اور بابرکت تھا، مولانا مرحوم کی یاد میں ان کی وفات کے فوراً بعد اخبارات در سائل میں ان کے متعلق مختلف اہل قلم کے مضامین تعزیت شائع ہوئے، پندرہ روزہ تعمیر حیات نے ان پر اپنا ایک خصوصی شمارہ شائع کیا، ضرورت تھی کہ یہ سب چیزیں یکجا ہوں اور مولانا مرحوم پر ایک مستقل کتاب لکھی جائے، موجودہ تذکرہ اسی ضرورت کی تکمیل ہے، جسے ان کے لائق فرزند جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب نگرامی نے مرتب کیا ہے، جناب مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ کے پیش لفظ کے بعد ڈاکٹر یونس صاحب کا مقالہ "علمائے نگرام کی علمی و مذہبی خدمات" پر ہے جو بہت معلوم افزا ہے۔

پھر مضامین و مقالات کے باب میں جناب مولانا علی میاں صاحب مدظلہ، کا مضمون حسب توقع مجموعہ کے سارے مضامین میں سرفہرست اور بصیرت افروز ہے۔

بقیہ مضمون نگاروں میں مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب (مرتب فتاوی دار العلوم دیوبند) مولانا سعید الاعظمی، حکیم عبد القوی صاحب دریابادی وغیرہ کے نام شامل ہیں چوتھے حصے میں اخبارات و رسائل کا خراج عقیدت درج ہے۔ پانچویں حصے میں تعزیتی خطوط نقل کئے گئے ہیں، اس طرح یہ کتاب مولانا مرحوم کی ایک اچھی یادگار بن گئی ہے اور اپنے شگفتہ انداز بیان اور قابل قدر مندرجات کے سبب علمی و دینی حلقوں کی توجہ کی مستحق ہے۔ کتابت و طباعت بہت دیدہ زیب ہے۔

علم قرأت اور قراء سبعہ:

از: قاری ابو الحسن صاحب اعظمی صفحات ۱۸۳

قیمت چھ روپے　　پتہ: مدرسہ اصغریہ — دیوبند (سہارنپور)

علم قرأت ایک ضروری علم ہے مگر اس کی اہمیت کو عام طور پر سمجھا نہیں گیا اور اسے خوش الحانی کا دوسرا نام سمجھ لیا گیا، حالانکہ اس کی اصل اہمیت صحیح طور پر تلاوت قرآن سے ہے جو ایک کار ثواب ہونے کے ساتھ علم کا ایک ممتاز شعبہ بھی ہے۔

اردو عربی میں بڑی چھوٹی بہت سی کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں مگر ضرورت تھی کہ اردو میں کوئی جامع کتاب سامنے آئے، ہمیں خوشی ہے کہ یہ کتاب اس خلا کو پر کرتی ہے اس میں فاضل مؤلف نے علم قرأت کے تعارف، قرأت کے اصول و قواعد کے ساتھ قراء سبعہ کے طرز آیات پر داد تحقیق دی ہے پھر اخیر میں قرأت پر لکھی جانے والی کتابوں کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے اس طرح یہ کتاب علم قرأت کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ شروع میں جناب مولانا انظر شاہ صاحب (استاذ دار العلوم دیوبند) اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ (مہتمم دار العلوم دیوبند) کے مقدمے زینت کتاب ہیں۔

حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق:

مولانا محمد تقی عثمانی۔ صفحات　　قیمت

پتہ: جمعیۃ بک ڈپو دہلی

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت"، میں حضرت معاویہؓ پر جو اعتراضات عائد کئے ہیں، اس کتاب میں انکا علمی اور تحقیقی جائزہ لے کر اصل حقیقت واضح کی گئی ہے اور حضرت معاویہؓ کی سیرت اور مناقب مثبت انداز میں جمع کر دئے گئے ہیں، یہ کتاب محض تنقید نہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت کے حالات اور تمام الزامات کا مدلل جواب بھی ہے۔!!

ایک آریہ سماجی اور قرآن مجید

ابو محمد امام الدین رام نگری

عوام اور علماء و اکابر کی نظریں حکومت اور آر۔ ایس۔ ایس تک محدود ہیں۔ آریہ سماج پر کسی کی نظر نہیں جو اپنے یوم تاسیس سے قرآن مجید اور اسلام کے خلاف زہریلا پروپگنڈا کر رہا ہے اور غلط فہمی اور نفرت و بیزاری پھیلا رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں آچاریہ ڈاکٹر شری رام آریہ کاس گنج نے ہمارے پاس اپنی ایک کتاب بھیجی ہے جس کا نام ہے "قرآن پر پرمان سہت ۱۷۶ پرشن۔ قرآن کے ودوان اتر دیں" (یعنی قرآن سے متعلق باثبوت ۱۷۶ سوالات۔ قرآن کے علماء جواب دیں)۔ در اصل یہ سوالات نہیں ہیں بے ہودہ اور گمراہ کن اعتراضات ہیں۔ مصنف کی یہ پہلی کتاب نہیں ہے، ایسی ہی دو کتابیں پہلے بھی شائع کر چکا ہے، اس کا حوصلہ اس لئے بڑھا ہوا ہے کہ اس کے رد و جواب میں کسی نے قلم اٹھایا نہیں اور آریہ سماجیوں میں اس کی قدر افزائی اور اس کی کتابوں کی پذیرائی ہو رہی ہے۔ اس کتاب کا رد و جواب ہندی میں شائع ہو جائے تو مصنف کی جھوٹی اور فریب دہ قابلیت کی ہوا اکھڑ جائے، اس کی کتنی ضرورت ہے، اس کا اندازہ کتاب کی تمہید کے اقتباسات سے ہو سکتا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن شریف کی تصنیف اسلام کے بانی اول حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی طرف سے مکہ اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو دوزخ وغیرہ سے خوف اور جنت میں حسین اچھوتی عورتوں، لونڈوں وغیرہ کی ترغیب دے کر اسلام میں لانے کے لئے عربی زبان میں کی تھی، یہ بات قرآن میں کھلے لفظوں میں دی ہے۔ دیکھو پ سورہ انعام، ع ۱۱۔ آیت ۹۲۔ پ ۲۵۔ سورہ شوریٰ آیت ۷۔ پ ۲۵، سورہ زخرف آیت ۳۔ پ ۱۲۔ سورہ یوسف۔ آیت ۲۔ اور سوال ۱۷۶ اور اس کی تنقید، قرآن حضرت محمد صاحبؐ کی ہی تصنیف ہے یہ بات ان کے ہی الفاظ سے ثابت ہے۔" دیکھو پ سورہ توبہ۔ ع ۵۔ آیت ۳۰ پ ۱۱ سورہ ہود آیت ۳۵۔ پ ۳۔ سورہ بقرہ۔ ع ۳۳۔ آیت ۲۵۲۔ پ ۲۶۔ سورہ احقاف آیت ۸ و ۱۱۔

"اس پر بھی قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور اس میں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے وہ سب حق ہی حق ہے۔ پ ۲۴ سورہ حٰم سجدہ۔ ع ۵۔ آیت ۴۲۔ پ ۱۵۔ سورہ کہف آیت ۱۔

"موجودہ قرآن اصلی ہے یا نقلی، اس کی جانچ کی بھی ایک کسوٹی قرآن میں دی گئی ہے کہ جس قرآن سے مردے زندہ ہو کر بولنے لگیں۔ زمین کے ٹکڑے ہو جائیں اور پہاڑ چلنے لگیں وہی اصلی سچا قرآن ہے۔

پ ۱۳۔ سورہ رعد ع ۴۔ آیت ۳۱۔ پ ۲۸۔ سورہ حشر ع ۴۔ آیت ۲۱۔ لیکن اس کی کسوٹی پر قرآن پورا نہیں اترتا، اس لئے موجودہ قرآن اصلی ثابت نہیں ہوتا۔"

کیا کہتی ہے علماء اور خواص و عوام مسلمانوں کی دینی غیرت و حمیت، اس کتاب کا رد و جواب لکھ کر مصنف کی جاہلانہ بکواسوں کو اس کے منہ پر مار دینا چاہیئے یا اسے قرآن مجید سے کھیلنے اور اس کی ہتک و توہین کرنے کے لئے قرآن مجید کو کس مپرسی چھوڑ دینا چاہیئے؟

یہ ہماری نہیں قرآن مجید کی پکار ہے، ہم نے خدا کا نام لے کر رد و جواب لکھنا شروع کر دیا ہے اس کی اشاعت کے لئے آٹھ نو سو روپئے کی ضرورت ہے۔ خدا نے ہمیں رد و جواب لکھنے کی توفیق بخشی ہے تو وہی دینی غیرت و حمیت رکھنے والے مسلمانوں کو بھی حسب استطاعت مطلوبہ رقم فراہم کرنے کا جذبہ عطا کرے گا۔!

ہمارا پتہ یہ ہے:۔

ابو محمد امام الدین۔ اسلامی ساہتیہ سدن۔ پوسٹ۔ رام نگر۔ وارانسی

قربانی کے مسائل

○۔ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ہے یا اس کے خریدنے بھر کی قیمت ہے یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو چاہے اس پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے۔ (اگر کوئی مقروض ہے تو قرض کی رقم نکالنے کے بعد اتنی رقم بچتی ہو)

○۔ قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں۔

○ مسافر پر قربانی واجب نہیں، لیکن قربانی کے اوقات میں سفر سے واپسی ہو گئی یا کہیں پندرہ روزہ قیام کی نیت کر لی تو قربانی واجب ہو گی۔

○۔ ۱۰ر ذوالحجہ کی بقرعید کی نماز کے بعد سے ۱۲ر ذی الحجہ کی مغرب سے پہلے تک قربانی کرنا درست ہے (دیہات میں فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی درست ہے۔ قصبات کا شمار دیہات میں نہ ہو گا)۔

○۔ بکرا، بکری، بھیڑ نر یا مادہ کم سے کم ایک سال کا ہو، بھینس وغیرہ دو سال اور اونٹ پانچ سال سے کم کے نہ ہوں۔ خصی یعنی بدھیا جانور کی قربانی بھی درست ہے۔

○۔ جنگلی جانوروں کی قربانی درست نہیں۔

○۔ قربانی کا جانور صحیح سالم اور تندرست ہونا چاہیئے۔

○۔ بے دانت یا بے کان کے جانور کی قربانی درست نہیں، اسی طرح اگر سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اندھے، کانے یا نصف یا اس سے زیادہ کان کٹے یا نصف یا نصف سے زیادہ دم کٹے جانور کی قربانی بھی درست نہیں۔

○۔ بڑے جانور بھینس، بیل، اونٹ وغیرہ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو درست ہے، مگر ساتوں آدمی برابر کے حصہ دار ہوں کم و بیش حصہ نہ ہو۔

○۔ بڑے جانوروں میں اگر سات سے کم جیسے ۶ یا ۵ حصہ دار ہوں تب بھی درست ہے۔ ایک ہی حصہ رہے تب بھی درست ہے۔

○۔ قربانی کا گوشت خود کھائے، رشتہ داروں کو کھلائے اور محتاجوں کو کھلائے، بہتر ہے کہ ایک تہائی فقراء میں تقسیم کرے لیکن اگر کم خیرات کرے تو کوئی گناہ نہ ہو گا۔

○۔ قربانی کی منت مانی تھی، کام پورا ہو گیا اور قربانی کی تو یہ گوشت کل کا کل محتاجوں کا حق ہے اس میں سے خود نہ کھائے۔

○۔ کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے قربانی کی جائے، پھر اس کے مال سے قربانی کی گئی یہ گوشت بھی محتاجوں کا حق ہے۔

○۔ کسی مردہ شخص کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی تو اس میں سے خود کھانا، دوسروں کو کھلانا سب درست ہے۔

○۔ قربانی کی کھال خیرات کر دیں یا اس سے کوئی استعمال کی چیز جیسے چھلنی، ڈول وغیرہ بنوالیں دونوں درست ہیں۔

○۔ قربانی کی کھال اگر فروخت کر دیں تو قیمت کا خیرات کرنا ضروری ہے۔ کھال کی قیمت کے وہی مستحق ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

○ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا ذبح نہ کر سکتا ہو تو دوسرے سے ذبح کرا سکتے ہیں لیکن بہتر ہے کہ ذبح کے وقت خود کھڑے رہیں، عورت کی اگر بے پردگی ہو تو اس کے نہ کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

○۔ قربانی کرتے وقت . . . زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں، دل میں قربانی کی نیت ہے، اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو قربانی ہو گئی۔

قربانی کا جانور قبلہ رُخ لٹا دے تو پہلے یہ دعا پڑھے:۔

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ،

اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ (اگر دوسرے کی طرف سے کر رہا ہے تو منی کے بجائے من کہہ کر اس کا نام لے۔ کئی ہوں تو سب کے نام لے) کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

عید الاضحیٰ کی نماز

نیت (زبان سے کہے یا صرف دل میں خیال کرے) نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز عید الاضحیٰ واجب مع زائد چھ تکبیرات کے پیچھے امام کے اللہ اکبر۔

جس طرح امام کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح پڑھی جائے گی، صرف فرق یہ ہے کہ پہلی رکعت میں نیت اور ثنا کے بعد امام تین تکبیریں کہے گا مقتدی بھی تین تکبیریں اس طرح کہیں کہ پہلی اور دوسری تکبیر میں ہاتھ چھوڑ دیں۔ تیسری تکبیر میں ہاتھ باندھ لیں اور امام کی قرأت سنیں۔ دوسری رکعت میں قرأت کے بعد امام تین تکبیریں کہے گا مقتدی بھی یہ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں پھر چوتھی تکبیر پر رکوع کریں اور نماز پوری کریں۔

بعد نماز خطبہ بھی سنیں

آپ جانتے ہوں گے! ۹ ذوالحجہ کو روزہ رکھنے کا بڑا ثواب ہے، اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے ۹ر ذوالحجہ تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے، ان بابرکت راتوں میں عبادت کا بڑا ثواب ہے، لہٰذا ان راتوں میں عبادت و دعا کا اہتمام کیجئے۔

بقیہ صفحہ ۹: ندوہ کے شب و روز

سے ان کے شوق جہاد و سرفروشی میں کوئی فرق نہیں آیا وہ اسی جانبازی سے لڑتے رہے۔

تعزیتی جلسہ: ۱۷ر اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اچانک شیخ الازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود کے انتقال کی خبر آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر نے سب کو غمگین و متاثر کیا۔ دار العلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد ایک تعزیتی جلسہ ہوا، جس میں مولانا محمد رابع حسنی ندوی، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی اور شیخ ابراہیم یوسف سطاوع (مبعوث ازہر) نے تعزیتی تقریریں کیں اور اپنے غم کا اظہار کیا اور بتایا کہ یہ ایک حادثہ عظیم ہے عالم اسلام کے لئے۔ نیز طلبہ کو خاص طور پر تلقین کی کہ جہاں تک ہو سکے ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ حضرت مولانا علی میاں مدظلہ نے تعزیتی ٹیلی گرام بھیجا۔

اہم اعلان!

فی الحال "تعمیر حیات" کا سالانہ چندہ بارہ روپیہ ہے، چونکہ چندہ کی رقم معمولی ہے اور لاگت سے بھی کم ہے اس کے لیے ششماہی یا سہ ماہی چندہ قبول نہیں کیا جاتا ــــ طلبہ حضرات اگر کسی وجہ سے رعایت چاہتے ہیں تو ... جب تک وہ دفتر تعمیر حیات سے تحریری رعایت حاصل نہ کر لیں بارہ روپے سے کم چندہ ہرگز نہ بھیجیں رعایت چاہنے کے لئے ضروری ہے کہ جوابی خط لکھیں۔

(منیجر)

Regd. N L 1981 FORTNIGHTLY Phone : 22948

TAMEER-E-HAYAT

Darululoom Nadwatululama, Lucknow (India)

شادی، فطرت و شریعت کا تقاضا ہے، تو اس پر فطرت ہی کے قوانین کا اطلاق ہونا چاہیے

خاتونِ مسلم —— جہیز ایک لعنت

اسلامی معاشرت کے خدوخال

آج جس طرف دیکھئے جہاں جائیے مسلمانوں کو جہالت اور معاشی بدحالی کا شکوہ ہے۔ تنظیم ہے نہ تعلیم ہر جگہ خود غرضی، خودنمائی، ذات برادری کے جھگڑے رسم و رواج کے بکھیڑے ہیں۔ صدہا قسم کی رسوم جو جہالت اور مغرب کی دلفریبیوں سے مستعار ہیں۔ ہمارے لئے مصائب و پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ ان تمام رسوم میں جوڑا، جوڑے اور جہیز کی لعنت سرفہرست ہے بلکہ یوں کہئے کہ جوڑا، جوڑے اور جہیز کے نام سے مرد اپنے کی قیمت چکاتے اور دلہن کی قیمت بڑھاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ حسین و خوبصورت لڑکیاں کثیر جہیز نہ ہونے کی وجہ سے غریب ماں باپ کے سر پر ایسا بوجھ بن گئی ہیں کہ یہ بوجھ اٹھائے نہ اٹھے۔ اور ارمانوں کے [illegible] کا مصداق بن کر رہ گئی ہیں۔ ان کی چاند سے زیادہ حسین جوانی اور [illegible] جوانی کو گھن لگ گیا ہے۔ عصمت و عفت کی دیوی اپنی حرماں نصیبی اور قوم کی ستم ظریفی پر خون کے آنسو بہا رہی ہے۔

ماں باپ کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ اس ہوشربا گرانی کے دور میں جب کہ سونے کا بھاؤ سات سو روپے تولہ اور اسی طرح دیگر سامان تانبا اور کپڑا وغیرہ کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں لڑکی کی شادی کا انتظام ہو تو کیونکر جب کہ بمشکل تمام دن بھر سے محنت و مشقت کرنے کے بعد کھانے پینے کا انتظام ہو پاتا ہے۔ بچت کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ایسی صورت میں ایک لڑکی کی شادی کے لئے [illegible] ہزار روپے کا انتظام کہاں سے ہو۔ جب اس کا ذکر چہرہ امراء قوم و رؤسا کے سامنے کیا جاتا ہے تو بہت سے سنجیدہ مزاج و دردمند قسم کے حضرات اصلاح رسوم کی باتیں کرنے لگتے ہیں لیکن بلی کی گردن میں گھنٹی باندھنے کی کسی میں جرأت نہیں ہوتی۔ اور بعض بے حد سمجھدار حضرات تو بڑے اطمینان کے ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں ان باتوں کی اصلاح ناممکن ہے یہ رسمیں تو ہمارے درمیان صدیوں سے رائج ہیں کوئی کسی سے مانگنے نہیں جاتا مگر آدمی غریب ہے تو اپنی لڑکی [illegible] میں دے اور بخوشی [illegible]

کی طرح بکھرے۔ کیا خوب [illegible] وہ امیروں سے شانہ ملا کر چلے اس ہوا و ہوس کے دور میں جب کہ غریب سے لیکر امیر تک لمبے چوڑے جہیز کا خواہشمند ہے کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی غریب آدمی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی لڑکی بیاہ کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو سکے۔ گفتن آسان و کردن دشوار ہے۔ کوئی ایسا نوجوان جو اپنے منہ سے یہ اعلان کرے کہ مجھے جہیز نہیں چاہئے مجھے صرف بیوی چاہئے اس کا جواب آپ کو صرف نفی میں ملے گا ان حالات میں غریب کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔

۱۔ یا تو اپنی لڑکی کو عمر بھر بٹھائے رکھے۔ جن کے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔ الف۔ لڑکی مرض نسوان یا ٹی بی کا شکار ہو جائے۔ ب۔ جذبات سے مغلوب ہو اور دیگر غلط نتائج برآمد ہوں۔

۲۔ یا لمبے چوڑے سودی قرض لے کر یا جائداد رہن رکھ کر اور زندگی بھر کی مشقت کی کمائی جو اس نے کوڑی کوڑی جوڑ کر اکٹھی کی ہے ایک ہی دن میں خرچ کرکے علو ما محسوس ہو کر بیٹھ رہے اور پھر زندگی بھر اس کے قرض کا خمیازہ بھگتتا رہے۔ اسی پر بس ہو جائے تو بھی خیریت ہے لیکن اگر کسی غریب کے گھر بدقسمتی سے چار چھ لڑکیاں پیدا ہو جائیں تو اس کے لئے تو ایک شادی کے بعد قرض کے بھی دروازے بند ہو جاتے ہیں اب تو نہ آگے قدم بڑھانے [illegible] کیا کرے کیا نہ کرے۔ غریب ماں باپ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے مقدر کو روتے ہیں۔ کبھی زمانے کی ستم ظریفی دیکھ کر کہتے ہیں کہ کیا معلوم تھا یہ دن دیکھنا نصیب ہوں گے۔ ورنہ ہم پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیتے اور کبھی خدائے رحیم و کریم کی بے رخی اور ظلم و ستم کے نوحے پڑھ کر دامن کو تار تار اور سینہ کو داغدار کرتے ہیں۔

بارات، جہیز، مہر اور ولیمہ شریعت کے آئینہ میں

جہاں تک قرآن و حدیث کا عمیق مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جہیز کا عہد رسالت و عہد صحابہ میں کوئی وجود نہیں تھا۔ اگر آپ سوال کریں کہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدّے، مشکیزہ، چکی اور بستر کی شکل میں جہیز دیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ ہم جہیز نہ دیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سوائے حضرت فاطمہ کے جہیز کے کسی کے جہیز کا ذکر حدیثوں میں نہیں آیا۔ تو کیا نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ ناانصافی کی؟ ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں جہیز نام کی کسی شے کا وجود ہی نہیں ہے۔ حضرت فاطمہؓ کا جہیز جہیز نہ تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کے سرپرست ہوئے جب عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو آپ کے چچا ابوطالب آپ کے کفیل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے چچازاد بھائی تھے۔ جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو حضورؐ بڑے ہو چکے تھے اور حضرت علیؓ بچے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی پرورش کی اور پوری پوری سرپرستی فرمائی جوان ہو جانے کے بعد اپنی لڑکی حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے ان کا نکاح کر دیا۔ چونکہ دونوں طرف سے ولی تھے اور ازدواجی زندگی میں منسلک ہو جانے کے بعد میاں بیوی کی ضروریات زندگی کو فراہم کرنا حضورؐ کے لئے ضروری تھا اس لئے آپ نے یہ چند چیزیں بطور جہیز نہیں بلکہ بطور ایک منتظم اور سرپرست کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مرحمت فرمائیں۔ اگر یہ سامان بطور جہیز ہوتا تو یہ ناممکن ہے کہ حضورؐ فاطمہ کو دیتے اور کسی بیٹی کو قطعاً جہیز نہ دیتے اس لئے کہ حضورؐ کا فرمان ہے

سووا بین اولادکم یعنی اپنی اولاد کے ساتھ برابری کرکے انصاف سے کام لو۔ عہد رسالت میں صحابہ کرام کی شادیوں کے تذکرے ملتے ہیں مگر جہیز کا کہیں ذکر نہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تھیں۔ اگر جہیز ملتا تو رکھنے کی جگہ نہ ملتی۔ مگر بخاری شریف کی ایک حدیث میں وارد ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے اپنی بیویوں سے ناراض ہو کر ایک مہینہ کے لئے علیحدگی اختیار کر لی۔ حضرت عمرؓ دریافت حال کیلئے حضورؐ کے حجرے میں ہونے اور دیکھا کہ کوئی سامان نہیں ہے خود حضورؐ کھجور کی ایک چٹائی پر چمڑے کا تکیہ لگا آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ سے نہ رہا گیا بول اٹھے۔ کہ حضور فارس اور روم کے قیصر و کسریٰ شان ٹھاٹ باٹ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں آپ دونوں جہاں کے تاجدار ہیں آپ اپنی اور امت کی خوشحالی فارغ البالی کے لئے کیوں دعا نہیں فرماتے۔

حضورؐ اٹھ بیٹھے اور آپ نے فرمایا کہ اے عمر [illegible] کی اس جھوٹی زیب و زینت پر تمہاری نگاہ [illegible] اور فارس والے ایسے لوگ ہیں کہ خدا نے ان کا حصہ دنیا ہی میں دے دیا ہے۔

بغیر بارات کا دولہا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ آئے تو گھی پنیر کی تجارت شروع کی جب کچھ رقم اکٹھی ہو گئی تو آپ نے ایک انصاریہ خاتون سے شادی کر لی۔ دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو اس حال میں کہ جسم پر زردی لگی ہوئی ہے۔ زردی شادی کے موقعہ پر مل جاتی تھی اس لئے حضورؐ نے حیرت سے سوال کیا۔

مَهْيَمْ یا عبدالرحمٰن۔ کہ اے عبدالرحمٰن یہ جسم پر زردی کیسی؟ عرض کیا کہ حضورؐ میں نے ایک انصاریہ سے شادی کر لی ہے۔

آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ جہیز میں کیا ملا بلکہ آپ نے دریافت فرمایا کہ مہر کیا مقرر ہوا؟ جواب دیا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اولم ولو بشاۃ۔ اے عبدالرحمٰن ولیمہ ضرور کرو خواہ ایک ہی بکری کا ذبح ہو۔

شادی کے بعد ماں باپ قرض، زمانہ بھر کی باتیں اور افسوس و ندامت کے پہاڑ تلے دب کر رہ جاتے ہیں

یہ جہیز، جہیز نہیں، بلکہ جہیز کے نام پر ایسی رشوت ہے، جو دولت مند لڑکے والوں کو دیتے ہیں، اور بعد لڑکے والے ایک معصوم زندگی کو بھاری سامان کے عوض خرید لیتے ہیں!

سوچنے کی بات ہے کہ کتنی معصوم جوانیاں بے جا رسوم کی چہار دیواری کے اندر مقید ہو کر دم توڑ رہی ہیں، اور اس ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھانے کی کسی میں جرأت نہیں!